

(۷۷)

قرآن شریف دُنیا کیلئے ہدایت نامہ ہے

(فرمودہ ۲۳۔ جولائی ۱۹۱۵ء)

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اللَّهُ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ
الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

اس کے بعد فرمایا:-

قرآن شریف خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کیلئے ایک ہدایت نامہ ہو کر آیا ہے اور ایسے وقت میں آیا ہے جبکہ دنیا میں اور بہت سے مذاہب موجود تھے اور ان کے قدم جم چکے تھے۔ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی ان کے ماننے والے موجود تھے گویا ان کی جڑیں بہت دور تک پھیل چکی تھیں۔ اُس وقت ایسے درختوں کے سائے میں اسلام ایک چھوٹا سا پودا اُگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ بڑے درخت کے نیچے چھوٹے پودے سرسبز نہیں ہوتے اور سائے میں درخت نہیں اُگا کرتا۔ چھت کے نیچے پودا کبھی اس طرح پھل پھول نہیں سکتا جس طرح کھلے میدان میں پھلتا پھولتا ہے۔ وکلاء کالجوں سے نکل کر ہمیشہ ایسے مقام پر پریکٹس شروع کرتے ہیں جہاں زیادہ وکیل نہ ہوں کیوں؟ اس لئے کہ ابتداء میں چونکہ کافی ملکہ نہیں ہوتا لہذا دوسروں کے مقابلہ میں شہرت نہیں ہو سکتی۔

لاہور جیسے مقام میں جہاں سینکڑوں وکیل ہیں کسی وکیل کا کالج سے نکل کر پریکٹس شروع کرنا اور پھر سب وکیلوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جانا بہت مشکل کام ہے اس لئے جب کوئی وکالت شروع کرتا ہے تو کسی ایسے مقام پر چلا جاتا ہے جہاں چھوٹے چھوٹے وکیل ہوں اور جب وہاں اس کی شہرت ہو جاتی ہے تو مشہور جگہ پر آ جاتا ہے کیونکہ مقابلہ میں قدم جمانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ تو قرآن شریف دنیا میں اس وقت بھیجا گیا جب کہ مذہبی پہلو ان بہت سے موجود تھے اور ان کے بڑے بڑے دعوے تھے بڑی بڑی جماعتیں اور بڑی بڑی کتابیں تھیں ایسے وقت میں اسلام کا دعویٰ اور صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ چیلنج دینا کہ آؤ مقابلہ کرو، ایسا دعویٰ ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اپنے اپنے مذہب کا پرچار کرنا الگ بات ہے۔ مثلاً عیسائیت جب آئی تو حضرت مسیح کے مقابلہ میں صرف یہود تھے اور ساری دنیا سے ان کا مقابلہ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام یہی کہتے رہے کہ میں سوروں کے آگے موتی نہیں ڈالتا ۲۔ کوئی اپنے بچے سے روٹی چھین کر اوروں کو نہیں دیتا وغیرہ وغیرہ۔ غیر قوموں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بلایا بھی لیکن انہوں نے نہ مانا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں اگر میں نے کسی اور قوم کی طرف توجہ کی تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ عیسائیت کی تبلیغ ساری دنیا کو کی گئی مگر اس وقت جبکہ حضرت مسیحؑ نہ رہے اور اصل عیسائیت میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا۔ تو ایک ایسے درخت میں جو کھلے میدان میں اُگے اور ترقی کر جائے اس درخت سے جسے بڑے درختوں کی جڑوں میں لگایا جائے اور جوان کو اُکھاڑ کر پھینک دے بہت فرق ہے۔ یہی فرق اسلام اور عیسائیت میں ہے۔ اسلام اُس وقت دنیا کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ اس نے ابتداء میں ساری دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا۔ لیکن مسیحیت ایک خاص قوم تک محدود رہی۔ اور اگر باقی دنیا کی طرف اس نے رخ بھی کیا تو اس وقت جبکہ ایک جماعت پیدا ہو چکی تھی۔

غرض قرآن مجید ایسے زمانہ میں آیا جس میں سب مذاہب پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے آکر سب کو چیلنج دیا کہ آؤ مقابلہ کر لو اور متابلہ بھی معمولی نہیں بلکہ یہ کہا کہ اَللّٰہُ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یُوْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَحَمٰا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ مِیْنِ اَیْسے خدا کی طرف سے آیا ہوں جس کے علم کا متابلہ کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اَعْلَمُ ہے متابلہ تو الگ رہا۔ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ اس

کے علم کو تو کوئی پا ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ خود ہی اپنے فضل سے یہ نہ کہے کہ آؤ میں تمہیں سکھادیتا ہوں۔ اس سے خدا تعالیٰ نے دنیا کو بتایا کہ تم جو اسلام کا مقابلہ کرو گے تو اس کی بناء تمہارے علم پر ہوگی۔ مثلاً کوئی کہے کہ اس مذہب کی کیا ضرورت تھی؟ اس کتاب کی کیا ضرورت تھی؟ یہ مذہب کس طرح چل سکے گا۔ اس کے متعلق ابتداء میں ہی خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں بڑے علم والا ہوں۔ بھلا میں کسی ایسے مذہب کو بھیج سکتا ہوں جو پھیل نہ سکے اور جس کی دنیا کو ضرورت نہ ہو۔

تو قرآن شریف ایک کامل کتاب ہے جو دنیا کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس میں کتنی طاقت ہے۔ دیکھو سایہ دار درختوں کے نیچے سے اسلام کا پودا نکلا مگر بڑھتے بڑھتے ایسا بڑھا کہ اس نے سب کو اکھاڑ کر پرے پھینک دیا اور خود ان کی جگہ لے لی۔ عرب میں مکہ مشرکوں کا مرکز تھا اور یہ پودا وہیں سے نکلا اور اس نے شرک کی جڑوں کو ایسا کھیڑا کہ سارے عرب میں اس کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا۔ چنانچہ عرب کے مشرکوں کا جو مذہب تھا وہ اب صفحہ دنیا پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ پھر ان علاقوں میں جہاں اسلام کی ابتداء ہوئی یہودی اور مجوسی رہتے تھے لیکن انہیں ایسا کھیڑا کہ عرب سے مسیحیت اور مجوسیت کا نام و نشان مٹ گیا۔ حتیٰ کہ مجوسیت کو ایران، شام اور مصر میں بھی شکست ہوئی جو علاقے پاس پاس تھے اور جنہوں نے اسلام کا مقابلہ کیا یا یہ کہا کہ ہم اسلام کو گچل ڈالیں گے ان کا تمام علاقوں سے نام و نشان مٹ گیا۔ عرب سے یہودیت، عراق سے مجوسیت اور مصر سے مسیحیت مٹی غرضیکہ وہ تمام علاقے جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی ٹھانی ان کے مذاہب کو جڑوں سے کھیڑ کر پھینک دیا گیا۔ کس طرح؟ تلوار کے ذریعہ نہیں کیونکہ تلوار سے دلوں کی فتح نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسلام نے جو فتوحات کیں وہ دلوں پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسی کامل کتاب ہے کہ اپنے کمال سے فتح حاصل کرتی ہے اور جو شخص اللہ کا تقویٰ رکھنے والا ہو وہ اس سے ایک دم جدا نہیں ہو سکتا۔ جدھر یہ لے جائے گی ادھر ہی جائے گا یہ اس کیلئے راہنمائی اور ہدایت کا موجب ہو جائے گی مگر لفظی متقی نہیں بلکہ وہ جو خدا کی عبادت کرے اور خدا کے تمام حکم ماننے کیلئے تیار رہے اور جسے یقین ہو کہ اعمال کا بدلہ ایک دن ضرور ملے گا ان کو قرآن کے ذریعہ ضرور ہدایت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اس مضمون کی خدا تعالیٰ نے اس طرح تشریح فرمادی ہے کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

سُبُلَنَا۔ ۵۔ جو لوگ خواہ کسی مذہب کے ہوں اگر ہمارے راستہ میں کوشش کریں تو ہم انہیں راہ دکھا دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور ایسے وقت میں آیا جبکہ مخالف بڑے زوروں پر تھے مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور وہ لوگ جنہوں نے اس سے تعلق رکھا کامیاب ہو گئے اور کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکا اور یہ زندہ ثبوت کے طور پر چلا آیا ہے۔ اس زمانہ میں بھی یہی ہدایت جس کو ملی اسے ایسے بلند مقام پر لے گئی کہ بلند سے بلند دشمن کا ہاتھ اس سے بہت نیچے رہ گیا اور جس نے اس پر تھوکا اس کے منہ پر ہی پڑا۔ جس نے اس کی طرف خاک اڑائی اس نے اپنے ہی اوپر اڑائی۔

پس ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے جس کے مقابلہ میں کوئی مذہب، کوئی کتاب، کوئی تعلیم نہیں ٹھہر سکتی مسلمان دوسری کتابوں کی طرف متوجہ ہوں تو کتنا تعجب ہے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی تباہی کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ اول تو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو رسمی طور پر۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ کنواں گھر میں ہوتے ہوئے کوئی پیاسا ہو، کپڑے ہوتے ہوئے ننگا ہو، کھانا ہوتے ہوئے بھوکا ہو، درخت کے پاس بیٹھے ہوئے دھوپ میں جل رہا ہو۔ چونکہ مسلمانوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا اس لئے اس کے نتیجے میں دکھ مصیبتیں اٹھانے لگے اور ایسے رسوا اور ذلیل ہو گئے کہ دینانے ان کی رسوائی کو ان کے مذہب کا نتیجہ قرار دے دیا۔ لیکن اگر وہ قرآن پر غور و تدبر اور اس پر عمل کرتے تو ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ**۔ اسلام کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تو الگ رہے قرآن کے مطابق عمل کرنے والے پر بھی کوئی غلبہ نہیں پاسکتا۔

ہمارے زمانہ میں خدا نے اپنا فضل کر کے ایک انسان مبعوث فرمایا جس نے ادھر ادھر سے لوگوں کو اکٹھا کر کے قرآن کی تعلیم پر عمل کرنا سکھایا پس ہماری جماعت کو اس کی قدر کرنی چاہیے کہ یہ تعویذ جس گھر میں ہو شیطان اس میں داخل نہیں ہو سکتا اور جس کے پاس ہو اس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ بھلا ممکن ہے کہ جہاں شیر ہو وہاں گیدڑ داخل ہو سکے اسی طرح ممکن نہیں کہ جہاں قرآن ہو وہاں باطل گھس سکے۔ جس کے دل میں قرآن کے معارف ہوں اس میں شیطان ہرگز نہیں گھسنے گا اور وہ جس کے دل میں شیطان وسوساں اور بد عقائد پیدا کرتا ہے، یقیناً یقیناً اس کے دل میں کوئی کونہ ایسا ہے جس میں قرآن نہیں ہے اس لئے

اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ رمضان کے دن قرآن سے خاص تعلق رکھتے ہیں کیونکہ اس میں قرآن شریف کی ابتداء ہوئی ۱۔ پھر جبرائیل رمضان کے مہینے میں قرآن کا دور ختم کرواتے تھے ۲۔ اس لئے یہ مہینہ خصوصاً قرآن پر غور کرنے کا ہے اور قرآن ایک ایسا سمندر ہے کہ اس میں غوطہ مارنے والا کبھی موتیوں سے خالی نہیں آتا۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ اس ماہ میں قرآن کا زیادہ مطالعہ کرے تاکہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو معرفت اور روحانیت سے بھر دے۔

(الفضل ۳۔ اگست ۱۹۱۵ء)

۱۔ البقرة: ۶۲ تا ۶۳

۲ ”اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ پھینکو“ متی باب ۷ آیت ۶ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی

لندن ۱۸۸۷ء

۳ ”مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیوں۔“ متی باب ۱۵ آیت ۲۶۔ برٹش

اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لندن ۱۸۸۷ء

۴۔ البقرة: ۲۵۶ ۵۔ العنكبوت: ۷۰ ۶۔ البقرة: ۱۸۶

۷۔ بخاری کتاب الصوم باب اجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان۔